[البزار ٣/٣٤٧ ح:١٠٣٧، ورواه الطبراني في الصغير ١/٥٧ ح:٥٨ وفي الأوسط ٢/٢٩٥ ح:٢٠٢٦ عن ابن عمرو] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لعنَ اللهُ الراشيَ والمرتشيَ" [الترمذي ح:١٣٣٧ وقال: حسن صحيح، أبوداؤد ح:٣٥٨٠، وصححه الألباني، الطيالسي ص٣٠٠ ح:٢٢٧٦، الحاكم ٤/١١٥ وقال: صحيح الإسناد، البيهقي ١٠/١٣٨ ح:٢٠٢٦٥، أحمد ح:٦٥٣٢ وقال الأرنؤط: إسناده قوي ورجاله ثقات] "رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ نے لعنت فرمائی۔"

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا "لعن الله الراشيَ والمرتشيَ في الحُكمِ" [أحمد ٢/٣٨٧ ح:١٣٣٦ وقال الأرنؤط: صحيح لغيره، الترمذي ح:١٣٣٦ وقال: حسن صحيح وصححه الألباني، ابن حبان ١١/٣٦٧ ح:٥٠٧٦، الحاكم ٤/١١٥] "اللہ عزوجل نے فیصلہ کے سلسلے میں رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔" مسروق ؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآنی لفظ ﴿السُّحت﴾ کے بارے میں پوچھا تو بتایا کہ اس سے مراد "رشوت" ہے۔ میں نے پوچھا کہ (اس کی بنیاد پر) فیصلے میں ناانصافی کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ تو بتلایا: "یہ تو کفر ہے۔" اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المائدة، السنن الكبرىٰ للبيهقي ح:٢٠٢٦٧، مسند أبي يعلىٰ ح:٥٢٦٦ وقال حسين سليم أسد: إسناده صحيحٌ]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے: "ما مِن قومٍ يظهرُ فيهم الرِّبا إلا أُخِذَ بالسنةِ وما من قومٍ يظهرُ فيهم الرِّشا إلا أُخِذَ بالرُّعبِ" [مسند أحمد ح:١٧٨٥٦ وضعفه الأرنؤط جدا لعبدالله بن لهيعة] "جس قوم میں سود زیادہ ہوتا ہے وہ لوگ قحط سالی میں گرفتار کیے جاتے ہیں، اور جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے انہیں مرعوبیت (دہشت گردی کے خطرے) میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔"

اس طرح خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرمایا تھا: "مسلمانوں پر کسی مشرک کو کاتب مقرر نہ کرنا، اس لیے کہ وہ دین کے حساب سے رشوت کھاتے ہیں۔"

جب ہدیہ یا رشوت کسی قوم کے دروازے سے گھر آتی ہے، تو امانت و دیانت ان کے روشن دان سے نکل کر اڑ جاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رشوت کی تمام اقسام سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

وعن شبابه فيم أبلاه

عصر حاضر میں مسلم نوجوانوں کی ذمہ داریاں

عبدالرحیم روزی

جوانوں کو میری آہ سحر دے پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے!

نوجوان' انسانی سوسائٹی میں بڑی اہمیت کا حامل طبقہ ہے۔ اس کی ذمہ داریاں بہت زیادہ، اس کی فراغت کم اور اس کے ماہ وسال نہایت ہی حساس اور وہ لوگوں کی توجہ اور امیدوں کا مرکز ہے۔

اسلامی تعلیمات میں اس طبقہ کے متعلق غیر معمولی ہدایات موجود ہیں۔ اصحابِ کہف کے چند نوجوان جو پکے سچے مؤمن، عزم ویقین کے پیکر، اللہ پر مکمل یقین رکھنے والے تھے، ان کے دلآویز تذکرے نے ہر مسلم نوجوان میں ایک روح پھونکی اور ان کو زندہ جاوید کر دیا۔ دیکھیے [سورہ کہف:۱۱-۱۹]

نوجوان' حق بات کو عمر رسیدہ لوگوں کی نسبت زیادہ قبول کرنے اور رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔ پیارے نبی ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے اور اسلام کا اولین داعی بننے والے صحابہ کرام سوائے چند ایک صحابہ کے سب نوجوان ہی تھے۔

آغازِ اسلام سے اب تک حق وباطل کے درمیان برپا ہونے والے رزم گاہوں میں نوجوانوں کا کردار آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فاتحین ومجاہدین اسلام، حفاظ قرآن، محدثین اور کاتبین وحی نوجوان ہی تھے۔

امام الانبیاء ﷺ نوجوان کے متعلق زبان رسالت سے فرماتے ہیں: ''اس نوجوان پر رب تعالیٰ تعجب کرتا ہے جس کے لیے خواہشات نفس نہیں۔'' [مسند أحمد] سات قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ روز قیامت سایہ کرے گا جس روز اس کے سایہ کے علاوہ اور سایہ نہ ہوگا۔ پھر ان میں سے ایک اس نوجوان کو شمار کیا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھے۔'' [بخاری، مسلم] ''حسن وحسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔'' [ترمذی] ''قیامت کے روز نوجوان کی عمر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اسے کس مقصد میں لگا دیا۔'' [ترمذی]

نوجوان کی زندگی، ذمہ داری کا دوسرا نام ہے۔ ان کے لیے کوئی فراغت ہی نہیں۔ اگر نوجوان چھٹی کریں تو انسانی سوسائٹی کا نظام درہم برہم ہوں گے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ'' جس قوم کی نظریاتی وسرحدی وراثت کو سنبھالنے کی ذمہ داری نوجوان قبول نہ کریں، وہ تیار نہ ہوں تو وہ قوم طبعی موت مر جاتی ہے۔ جذبات، قربانی جو اس راستے کے لیے

ضروری ہیں' نوجوان کے اندر بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں۔"

نوجوان کی ذمہ داریاں نہایت ہی زیادہ ہیں۔ جن میں سے کچھ بالاختصار درج ذیل ہیں:

1۔ نوجوان اپنے ایمان کو مضبوط اور دل کو ہدایت کے نور سے روشن کرے؛ کیونکہ مضبوط ایمان کے بغیر نہ کوئی قربانی دی جاسکتی ہے اور نہ ہی معاشرے میں کوئی مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ﴾ "وہ ایسے نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے ہوئے تھے۔"

2۔ نوجوان اپنے اندر عزم وہمت اور جرأت وحوصلہ پیدا کرے؛ کیونکہ جن نوجوانوں میں عزم اور حوصلے کا فقدان ہوتا ہے وہ سوسائٹی کی طرف سے آنے والے کسی مشکل کا سامنا نہیں کر سکتے۔ علامہ اقبال نوجوان اسلاف کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے — کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

3۔ صحیح بات تک پہنچنے، سمجھنے، ہمت وجرأت پیدا کرنے کے بعد عملی قدم اٹھائے۔ جو لوگ صرف فلسفہ بگھارتے ہیں وہ کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ صرف تبصرے اور باتیں کرنے سے کوئی مثبت تبدیلی نہیں آسکتی۔ ارشاد الٰہی ہے: "ایمان والو! تم وہ باتیں کیوں کرتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو" [الصف] علامہ اقبال نے فرمایا:

تجھے آباء سے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی — کہ تو گفتار وہ کردار، تو ثابت وہ سیارا

بہت سے نوجوانوں کی ایک سنگین غلطی یہ ہو رہی ہے کہ وہ دوسروں کی سستی اور بے توجہی کا خوب رونا روتے ہیں اور ساری خرابیوں کا الزام دوسرے کے سر پر لگاتے نہیں تھکتے؛ لیکن خود عملی طور پر کچھ حاصل نہیں کرتے۔

شکوہٗ ظلمت شب سے تو بہتر تھا — اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

4۔ نوجوان اپنے اخلاق وکردار کی تعمیر کرے۔ اس کے بغیر انسان گوشت پوست کے ہیولے کے علاوہ کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی عالی صفات میں سے بلند اخلاق کردار کو شمار کیا ہے: "بیشک آپ اخلاق کے بلند رتبے پر فائز ہیں۔" [القلم] نیز فرمایا: "اگر آپ بدزبان، بداخلاق اور سنگ دل ہوتے تو ضرور لوگ آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے۔" [النساء] اچھے اخلاق سے سخت سے سخت لوگ بھی نرم ہو جاتے ہیں۔ جس قوم میں اخلاقی گراوٹ ہو وہ کوئی مثبت کام نہیں کر سکتی، جو خود مریض ہو وہ دوسروں کا علاج کیسے کرے؟

5۔ نوجوان مثبت کام کرے جس کو خود بخود لوگوں میں پذیرائی حاصل ہو۔ ایسا کام نہ کرے جو معاشرے میں

بدنامی کا سبب بنے۔ صحابہ کرامؓ کو جب شام کے پادریوں نے دیکھا تو کہنے لگے: یہ وہ لوگ ہیں جن کی انجیل میں تعریف آئی ہے۔ اور واللہ! یہ حواریینِ عیسیٰ سے کہیں افضل ہیں۔

نوجوان نسل کے پاس اتنے مواقع ہیں کہ مثبت اور فلاح انسانیت کے کاموں سے سر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ چہ جائیکہ وہ اپنا وقت فضول اور منفی سرگرمیوں میں صرف کرے۔ الحمدللہ ایسے اسلامی، رول ماڈل نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جو اپنے بساط اور رسائی کے مطابق ملک وقوم اور معاشرے کی اصلاح اور تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

کفار جب مسلمانوں سے تلوار کی جنگ ہار گئے تو انہوں نے غور وخوض کے بعد مسلمانوں پر فکری جنگ مسلط کی جو صلیبی جنگوں سے پہلے شروع ہوا اور ہنوز جاری ہے۔ اب تو نہ تلوار کی جنگ ہیں جن سے نوجوانوں کو اجتناب کرنا چاہئے۔ اور ایسے وسائل کو مثبت کاموں کے لیے استعمال میں لانا چاہئے۔

6۔ نوجوان اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق قائم رکھیں۔ سب کی سوچ ایک، سمت ایک اور فیصلہ ایک ہونا چاہئے۔ پھر اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرنا چاہئے، اگرچہ بظاہر کامیابی کے کوئی آثار نہ ہوں۔ آپس میں غیر ضروری بحث ومباحثوں میں اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہ کریں۔ بے فائدہ اور فضول بحثوں میں الجھنے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ایسی بحثوں اور اختلافات نے جیتی ہوئی جنگوں کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ کئی ریاستوں کو ختم کروایا ہے، کئی تہذیبیں اپنا نام ونشان کھو بیٹھی ہیں۔ ارشاد الٰہی: ''تم آپس میں اختلاف کا شکار نہ ہوں ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔'' [الانفال ۴۶]

7۔ حکمت عملی اور ہوشمندی بھی از بس ضروری ہے۔ اس حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن رول ماڈل ہے۔ والدہ کی طرف سے ڈیوٹی لگائی گئی کہ صندوق کے ساتھ ساتھ جاؤ کہ کسی کو شک نہ پڑے اور اس صندوق پر اس کے منطقی انجام تک نظر رکھو۔ وہ بڑی باصلاحیت لڑکی تھی، اس نے نظر بھی رکھی، ماحول کا جائزہ لیا۔ بڑی حکمت عملی اور محتاط طریقے سے محل میں داخل ہوئی۔ لوگوں کی باتیں غور سے سنیں، سمجھی، پھر بہت جلد پلاننگ کی، صحیح اپروج کی، بڑے خیر خواہانہ انداز میں ان کے مسئلے کا حل پیش کیا اور کسی کو بھی اس کی بھنک نہ پڑنے دی۔ صحابہ کرامؓ کی بھی اسی قسم کی حکمت عملیوں کے واقعات سے احادیث وسیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

8۔ نوجوان اپنا وقت ہرگز ضائع نہ کریں۔ جس شعبہ زندگی سے اس کا تعلق ہے اس میں مصروف رہیں۔ وقت کی اپنی قیمتی شے کی طرح حفاظت کرے۔ اپنے دن کا آغاز روزانہ تلاوت کلام پاک سے کرے۔ اگر ترجمہ پھر اس کے بعد

ممکن ہو سکے تو مختصر تفسیر وتشریح بھی ساتھ پڑھتے جائیں۔ان شاء اللہ خوب فائدہ حاصل ہوگا۔مفید کتابوں کا مطالعہ کرنے کو اپنا شیوہ بنالے۔مسلمان ہو یا غیر مسلم، زمانہ قدیم ہو یا جدید ہر معاشرے میں کتب بینی کی اہمیت رہی ہے۔ہر بڑے شخص کی تاریخ میں یہ بات ضرور نوٹ ہوگی کہ کسی کتاب کے مطالعہ نے اس کی زندگی بدل کے رکھ دی اور اس کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانے میں خاموش اور مخلص دوست کتاب کا حصہ ہے۔اگر مجلس جم جائے تو ہمارے لوگ گھنٹوں بے ثمر قسم کی باتوں میں الجھتے رہتے ہیں۔جو لوگ محنت کرتے ہیں اور وقت کی قدر کرتے ہیں وہی دنیا میں ترقی کرتے ہیں۔بندہ نے 2010 میں خود دیکھا کہ سکردو ایئرپورٹ پر تمام مسافر پریشان، افراتفری کے عالم میں ہیں، موبائل سے کھیل رہے ہیں یا کسی یار سے بات کر رہے ہیں؛ مگر تین انگریز نوجوانوں کو دیکھا جو ہاتھ میں کتاب اٹھائے مطالعہ میں محو ہیں۔

لہٰذا ہر طبقہ کے نوجوان اپنے اپنے فیلڈ میں کام سے کام رکھے، وقت ضائع نہ کرے، خصوصاً ایک طالب علم اور مدرس کا وقت ضائع کرنا اندوہناک المیہ ہے۔

9۔ نوجوان حتی الامکان دین و دنیا دونوں کی تعلیم حاصل کریں۔اور دونوں میں فرق کرکے یا ایک کو نظر انداز کرکے صرف ایک کا ہو کر نہ رہ جائیں۔موجودہ دور میں دینی طالب علم اور کالج اسٹوڈنٹ کے آپس میں خلیج بڑھتی جارہی ہے۔نظام تعلیم کا یہ دوہرا معیار ہمارے اسلاف میں نہ تھا۔سب سے پہلے مصطفیٰ کمال اتاترک نے ترکی میں، پھر متحدہ ہندوستان میں لارڈ میکالے نے سکول کالج کے لیے الگ سلیبس بنا کر دین کو دنیا سے الگ کر دیا۔اور دھیرے دھیرے سیکولرازم کو فروغ ملا۔جس کا خود انہوں نے برطانیہ جاکر پارلیمنٹ میں فخریہ رپورٹ پیش کر دی۔پھر وہی ہوا جس کا انہوں نے پلان بنایا تھا۔آج زبان اور لباس تو پاکستانی مشرقی ہیں؛ لیکن نظریات اور آئیڈیالوجی سیکولرازم کے ہیں۔انگریز کو ہمارے گھر سے اپنا نمائندہ اور ترجمان مل گیا: **اس گھر کو آگ لگ گئی، گھر کے چراغ سے**۔علامہ اقبال نے پہلے ہی اس کا ادراک کرکے کہا تھا کہ "جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"

10۔ ہر کام میں کوالٹی پیدا کریں۔صلاحیت، قابلیت اور اپنے اندر جوہر ذاتی پیدا کریں۔خواہ نوجوان کا تعلق جس شعبہ زندگی سے ہو مسلم امت کو باصلاحیت افراد کی ضرورت ہے۔آپ دیکھتے ہیں کہ ہر ادارہ، محکمہ، ملک اور تنظیم باصلاحیت لوگوں کو منہ مانگے مشاہرہ دے کر حاصل کرتے ہیں۔بے کار، ردی اور نکمے لوگ معاشروں اور اداروں کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں۔نہ یہ کوئی کام جانتے ہیں، نہ ہی ان کے لیے گراں مشاہرے دینا مفید ہے۔ایک باصلاحیت نوجوان کی جگہ سو نکمے کو نہیں کر سکتے۔سونا جہاں بھی ہے سونا ہوتا ہے۔حضرت علیؑ کا ارشاد ہے کہ "ہر آدمی کی قیمت اس